۱۴۱واں باب

[۳تا ۵ ہجری کے دوران تنزیلات]

نزول قرآن مجید ، بدر تا خندق

۱۳ مدنی زندگی کے پہلے دو برسوں میں نازل ہونے والے اجزائے قرآنی

۱۴ سُوْرَۃُ النِّسَآء کے پانچ خطبے اور اُن کا زمانۂ نزول

۱۵ سُوْرَۃُ الصَّف، باب#1۴۳

۱۶ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن کا چوتھا خطبہ [آیات ۱۲۱-۲۰۰]، باب#۱۴۶

۱۸ سُوْرَۃُ النِّسَآء، [پہلا خطبہ: آیات ۱تا۲۸]، باب#۱۴۷

۱۹ سُوْرَۃُ النِّسَآء، [تیسرا خطبہ: آیات ۴۴تا۵۹] باب#۱۴۹

۲۰ سُوْرَۃُ الْحَشْر، باب#۱۵۱

۲۱ سُوْرَۃُ النِّسَآء، [چوتھا خطبہ: آیات ۶۰تا۱۲۶] باب#1۵۳

۲۲ سُوْرَۃُ النِّسَآء[دوسرا خطبہ: آیات ۲۹تا۴۳] باب#1۵۴

۲۴ سُوْرَۃُ النِّسَآء، [پانچواں خطبہ: آیات ۱۲۷تا اختتام] باب#1۵۵

۲۵ جدول-۱ ہجرت کا پہلا برس ربیع الاوّل سے ذوالحجہ

۳۰ جدول-۲ مدنی زندگی میں سورۃ البقرہ کے آٹھ خطبات

۱۴۱واں باب

نزول قرآن مجید، بدر تا خندق

اس باب کا مطالعہ صرف اُن اصحاب کے لیے مفید اور آسان ہے جو قرآن مجید کو گہرائی میں جا کر سمجھنا اپنی زندگیوں کے اہم کاموں میں سے ایک کام سمجھتے ہیں اور اس کے لیے اپنے اوقات اور دماغی صلاحیتیں صرف کرنے کو اللہ تعالیٰ کی اِن نعمتوں کا بڑا مناسب استعمال جانتے ہیں۔اِس باب کو اور سابقہ جلدوں میں اس موضوع پر جو ابواب وقف رہے ہیں، اُن کو کماحقہ سمجھنے کے لیے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ کم سے کم ایک مرتبہ پورے قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش ہو چکی ہو اور نبی اکرم ﷺ کی ۲۳ سالہ حیاتِ طیبہ کا ایک اجمالی خاکہ بھی ذہن میں ہو، اگر یہ دونوں اُمور نہ ہوں تو کم از کم اِس کتاب کی تمام سابقہ جلدیں [اوّل تا نہم] مطالعے میں آچکی ہوں۔

کاروانِ نبوت ﷺ کی یہ دسویں جلد ہے۔مدنی زندگی پر گفتگو کا آغاز آٹھویں جلد سے ہوا، آٹھویں اور نویں جلدوں میں ہجرت کے پہلے دو برسوں [سنہ ۱ اور ۲ ہجری] کے دوران نازل ہونے والے قرآن مجید کے موضوعات و مضامین کا اُس دور کے حالات و واقعات سے جو گہرا تعلق رہا اُس کو دونوں جلدوں کے افتتاحی صفحات 'عرضِ مؤلف' میں قرآنی تنزیلات کے عنوان کے تحت بیان کیا گیا ہے۔[اِن دو برسوں میں نازل ہونے والے اجزائے قرآنی کی فہرست اگلے صفحے پر دی گئی ہے۔] مکی زندگی میں قرآن کے بنیادی موضوعات آخرت کی یاد دہانی، دعوتِ توحید، سابقہ رسولوں کی دعوت اور اُس کو نہ ماننے کے نتائج اور اہلِ ایمان کو صبر اور اخلاقی تعلیمات کے ساتھ منکرین کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل رہے۔مدینے میں ایک اسلامی معاشرہ اور ایک نوع کی باضابطہ حکومت قایم ہو جانے کے بعد اس نئے بننے والے معاشرے کے لیے ہر نوع کے قوانین وضابطوں کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی قیادت میں جاری اقامتِ دین کی جدوجہد، تبلیغی مساعی، منافقین کی حرکتوں، یہود کی ریشہ دوانیوں، سیاسی کشمکش، معاشی صورتحال اور عسکری معاملات پر تبصرے اور ہدایات قرآن مجید کے بنیادی موضوعات بن گئے۔دونوں جلدوں میں حالات و واقعات اور قرآنی آیاتِ مبارکہ کا جو تعلق ہے اگر وہ ذہن میں تازہ نہیں ہے تو اِس سے قبل کہ آپ اس جلد میں احاطہ کیے جانے والے عرصے[۱] میں نازل ہونے والے اجزائے

۱ سنہ ۳ سے ۵ ہجری تک {مطابق اواخر ۶۲۵ء سے اپریل ۶۲۷ء} **اجزائے قرآنی:** **(۱۸)** سُوْرَۃُ الصَّف، اواخر ۲ ہجری **(۱۹)** سُوْرَۃ اٰلِ عِمْرٰن کی چوتھی تقریر، آخری ۸ رکوعات، شوال۔۳ ہجری، **(۲۰)** سُوْرَۃ اَلنِّسَآء کا پہلا خطبہ آیات ۱ تا ۲۸،

قرآنی کا مطالعہ کریں، مدینے میں اب تک آنے والی قرآنی تنزیلات اور مذکورہ عناصر کے تعلق کو وضاحت کے ساتھ ذہنوں میں جذب کرنے کے لیے دونوں جلدوں میں '**عرضِ مؤلف**' کا دوبارہ مطالعہ کر لیں۔

مدنی زندگی کے پہلے دو برسوں میں نازل ہونے والے اجزائے قرآنی

۱. سورۃ الْبَقَرَۃ [۱تا۲۹] ایک مخلوط معاشرہ | پہلا خطبہ
۲. سُوْرَۃُ الْمَاعُوْن [مکمل] منافقین کی پہچان
۳. سورۃ الْبَقَرَۃ [۳۰تا۳۹] قصہ آدمؑ و ابلیس | دوسرا خطبہ
۴. سُوْرَۃُ التَّغَابُن [مکمل] کون ہارا اور کون جیتا؟
۵. سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃ [دوسرا رکوع آیات ۹تا۱۱] آدابِ نمازِ جمعہ اور مدینے میں اسلام کا استحکام
۶. سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل [تکمیل] تہجد کے دورانیے میں تخفیف
۷. سُوْرَۃُ الْحَجّ [آخری ۹ رکوع آیات ۱۱تا۷۸]، قتال کی اجازت
۸. سورۃ الْبَقَرَۃ [۴۰تا۱۴۱]، یہودِ یثرب | تیسرا خطبہ
۹. سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۱۹۰-۲۱۸، دشمنانِ دین کے ساتھ قتال کا حکم | چوتھا خطبہ [ترتیب کے اعتبار سے موخر ہے مگر نزولی اعتبار سے مقدم محسوس ہوتا ہے، واللہ اعلم]
۱۰. سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۱۴۲-۱۸۹، تحویل قبلہ کا اعلان اور اُس کے مقتضیات | پانچواں خطبہ
۱۱. سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۲۱۹-۲۴۲، معاشرتی احکامات اور ازدواجی تعلقات کے ضابطے | چھٹا خطبہ
۱۲. سُوْرَۃُ الطَّلَاق [مکمل]، آداب طلاق
۱۳. سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۲۴۳-۲۵۴، قتال فی سبیل اللہ کے لیے فراہمی وسائل | ساتواں خطبہ
۱۴. سُوْرَۃُ مُحَمَّد [مکمل]، دشمنانِ دین کے ساتھ آدابِ جنگ
۱۵. سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۲۵۵-۲۷۳، آیت الکرسی اور انفاق میں ریاکاری | آٹھواں خطبہ
۱۶. سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ [مکمل] مالِ غنیمت کی تقسیم اور جنگ پر عسکری تبصرہ
۱۷. سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَان پہلا خطبہ [آیات ۱-۳۲] اور تیسرا خطبہ [آیات ۶۴-۱۲۰] ؛ جنگ پر ایک نظریاتی تبصرہ

ذی قعدہ ۳ ہجری **(۲۱)** سُوْرَۃُ النِّسَآء کا تیسرا خطبہ، آیات ۴۴تا۵۹، صفر ۴ ہجری **(۲۲)** سُوْرَۃُ الْحَشْر، ربیع الثانی ۴ ہجری **(۲۳)** سُوْرَۃُ النِّسَآء کا چوتھا خطبہ، آیات ۶۰تا۱۲۶، محرم ۵ ہجری **(۲۴)** سُوْرَۃُ النِّسَآء دوسرا خطبہ ۲۹ تا ۴۳، شعبان ۵ ہجری **(۲۵)** سُوْرَۃُ النِّسَآء پانچواں خطبہ ۱۲۷تا۱۷۶، رمضان ۵ ہجری

پیشِ نظر رہے کہ زیرِ مطالعہ جلد میں ہم سنہ ۵ ہجری کے وسط تک [رمضان، جنوری ۶۲۷ء] جائیں گے یعنی سورہ مجادلہ کے نزول سے قبل تک، اگلی جلد انشاءاللہ سورہ مجادلہ سے شروع ہو گی۔اس باب کے آخر میں دیا گیا ایک جدول سنہ ۵ ہجری تک مدینے میں نازل ہونے والے تمام اجزائے قرآنی کو اُن کی نزولی ترتیب پر دکھاتا ہے۔اگلی سطور میں ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس جلد میں زیر بحث آنے والے اجزائے قرآنی کا مختصر تعارف کراتے ہیں۔

سُوْرَۃُ اَلنِّسَآء کے پانچ خطبے اور اُن کا زمانۂ نزول

سُوْرَۃُ اَلنِّسَآء ذوالقعدہ سنہ ۳ ہجری میں نازل ہونا شروع ہوئی۔اپنے مختلف النوع مضامین کے اعتبار سے یہ پانچ خطبوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے، پہلا خطبہ [آیات ۱تا۲۸] قانون وراثت اور شادیوں کے ضابطے لیے ہوئے ہے جن کی شدید ضرورت جنگ احد کے بعد شہدا کے چھوڑے ہوئے اموال اور بیواؤں سے نکاح اور یتیموں کی دیکھ بھال کے لیے تھی، دوسرے خطبہ [آیات ۲۹تا۴۳] میں معاشرتی ہدایات اور اصول وضوابط کے ساتھ تیمم کا طریقہ سکھایا گیا ہے جو غزوہ بنی المُصْطَلِق کے موقع پر شعبان ۵ ہجری میں سکھایا گیا تھا۔

صفر ۴ ہجری میں نازل ہونے والے تیسرے خطبے [آیات ۴۴تا۵۹] میں یہود کو سخت وارننگ ہے جس کے ایک ماہ بعد ربیع الاوّل میں بنو نضیر کو مدینے سے نکالا گیا۔چوتھے خطبے [آیات ۶۰تا۱۲۶] میں مرکزی موضوع منافقین ہے، جو اُحد کے بعد بہت سر گرم تھے مگر اِس خطبے میں صلوٰۃِ خوف کا تذکرہ یہ احساس دلاتا ہے کہ یہ تو غزوۂ ذات الرِقاع تھی جس میں صلوۃ خوف کی اجازت وہدایت ملی تھی جو محرم ۵ ہجری میں ہوا۔، اور پانچواں خطبہ [آیات ۱۲۷تا اختتام] پوری سورہ کا ایک خلاصہ محسوس ہوتا ہے جس میں پوری سورہ کے زیرِ بحث چاروں موضوعات کو چھوا گیا ہے، اگر یہ آخر ہی میں نازل ہوا ہے تو پھر اِس کا زمانہ رمضان ۵ ہجری ہی بنتا ہے۔

اب اگر زمانی اعتبار سے اِن خطبوں کو ترتیب دیں تو یہ اُس ترتیب میں نہیں نظر آتے جس میں یہ سورۂ مبارکہ میں ہیں۔ بلکہ درجِ ذیل ترتیب میں آسمان سے اترتے رہے ہیں (واللہ اعلم) اور سیرت النبی ﷺ کے قرآنی تناظر میں ادارک کی خاطر اِن خطبوں کا تذکرہ حیاتِ طیبہ کے نقوشِ قدم چومتے ہوئے کیا گیا ہے۔

پھلا خطبہ، قانون وراثت اور شادیوں کے ضابطے [آیات ۱تا۲۸] ذوالقعدہ سنہ ۳ ہجری
تیسرا خطبہ یہود کو سخت وارننگ [آیات ۴۴تا۵۹]، صفر ۴ ہجری
چوتھا خطبہ، منافقین [آیات ۶۰تا۱۲۶]، محرم ۵ ہجری

دوسرا خطبہ، معاشرتی ہدایات اور اصول وضوابط کے ساتھ تیمم [آیات ۲۹ تا ۴۳]، شعبان ۵ ہجری
آخری خطبہ اختتامیہ [آیات ۱۲۷ تا آخری آیت ۱۷۶]، رمضان ۵ ہجری

آئندہ صفحات میں ہم سنون ۳ تا ۵ ہجری میں نازل ہونے والے قرآنی اجزا کا ترتیب نزولی پر مختصر تعارف پیش کر رہے ہیں۔

سُوۡرَۃُ الصَّف

سُوۡرَۃُ الصَّف ۲ ہجری میں نازل ہونے والی آخری تنزیل ہے جو غزوہ اُحد (شوال ۳ ہجری) سے کافی (۹/۱۰ ماہ) قبل نازل ہوئی ہو گی اغلباً ذوالحجہ میں آگے پیچھے (واللہ اعلم)۔ اس سورت میں جو کچھ ہدایات ہیں اور جو کچھ مطالبات ہیں وہ اس وقت کے حالات اور تقاضوں کا واضح اظہار ہیں۔

کہا گیا کہ وحدہ لاشریک رب کو تسلیم کر لینے اور اُس کی دل کی گہرائیوں سے پاکی بیان کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی زندگیوں کو منافقت سے پاک کر لو، ایمان کا دعویٰ کر کے جو کہتے ہو اُسے کر کے دکھاؤ۔ اللہ کے رسولؐ کی غیر مشروط اطاعت کرو، اپنے طرزِ عمل اور منافقانہ روّیے سے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے مخاطبین کی مانند محمد ﷺ کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ اپنے مفادات کی خاطر جانتے بوجھتے دینِ حق کی مخالفت کرنے والے نام نہاد علما اور دانش وروں سے بڑا اور کوئی ظالم نہیں ہے، اِن کی گردنیں ناپو! اللہ کی پاکی کا ڈنکا بجانے کے لیے اُس کے دین کے دشمنوں سے قتال کے لیے نکلو اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند نصرتِ دین کے لیے اللہ کے انصار بن کے باطل کا سر پھوڑ دو۔ اللہ نے اپنے آخری نبیؐ کو بھیجا ہی اسی لیے ہے کہ وہ دینِ حق کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کر دے، خواہ یہ بات مشرکین، یہود اور منافقین کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ دشمنانِ دین اپنے ہتھکنڈوں سے یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے دین حق کے چراغ کو بجھا دیں گے، اللہ اس کی ضمانت دیتا ہے کہ انجام کار یہ دین غالب ہو کر رہے گا، جس طرح کہ اللہ نے عیسیٰ ابن مریم کا ساتھ دینے والوں کو سرفراز کیا تھا۔

سُوۡرَۃُ اٰلِ عِمۡرٰن کا چوتھا خطبہ [آیات ۱۲۱-۲۰۰]

سُوۡرَۃُ الصَّف کے نزول کے بعد مزید کوئی قرآنی وحی نہیں آئی تا آں کہ غزوہ احد واقع ہو گیا،

جس کے بعد مدینے واپس پہنچنے پر ایک ۷۹ آیات پر مشتمل ایک مناسب حد تک طویل خطبہ نازل ہوا جو گزرے ہوئے معرکہ قتال پر تبصرہ کرتا ہے۔ چند آیات پر گمان گزرتا ہے کہ وہ میدان جنگ میں دورانِ قتال ہی نازل ہوئی ہوں گی۔ اس خطبے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہدایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن میں درج کروایا جو اب اس سورت کے آخری حصہ [رکوع ۱۳تا ۲۰، آیات ۱۲۱-۲۰۰] کے طور پر تلاوت کیا جاتا ہے۔

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن چار خطبوں پر مشتمل ہے۔ پہلا خطبہ [آیات ۱-۳۲] اور تیسرا خطبہ [آیات ۶۴-۱۲۰]، دونوں غزوہ بدر کے بعد اُس وقت کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے اور ہدایات دیتے ہوئے نازل ہوئے، جلد نہم میں بالترتیب ابواب ۱۳۸ اور ۱۳۹ میں زیرِ بحث آچکے ہیں، ۔ دوسرا خطبہ [آیات ۳۳-۶۳] کافی عرصے بعد (سنہ ۹ ہجری) وفدِ نجران کی آمد کے موقع پر نازل ہوا جو اپنے وقت پر اس کتاب میں اِن شاءاللہ زیرِ گفتگو آئے گا۔ چوتھا خطبہ [آیات ۱۲۱-۲۰۰] معرکہ اُحد کے فوراً بعد وسط شوال ۳ ہجری میں نازل ہوا (واللہ اعلم)، واضح رہے کہ غزوہ ۸ شوال ۳ ہجری بروز ہفتہ مطابق ۲۳ مارچ ۶۲۵ء کو ہوا تھا، یہ خطبہ رب العالمین کا اِس معرکے پر ایک معرکۃ الآراء بیانیہ ہے، جو تیرہویں رکوع سے سورت کے آخر، بیسویں رکوع تک چلتا ہے۔ یہ پوری تقریر معرکہ اُحد کے تناظر میں ہے اور "کاروانِ نبوت" کی اس جلد کا مرکزی موضوع ہے۔ یہ آٹھ رکوع بنیادی طور پر تین موضوعات سے بحث کرتے ہیں؛

۱. جنگ احد،
۲. نفاق اور منافقین،
۳. مخلص اہلِ ایمان کو ہدایات وبشارت

یہ تینوں موضوعات ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کو موکد کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، ایسا نہیں کہ ایک موضوع کو نبٹایا پھر دوسرا موضوع۔ بلکہ ایک موضوع کے درمیان دوسرے دونوں موضوعات آتے رہتے ہیں۔

جنگ احد کی تاریخ بتانی اللہ تعالیٰ کو مقصود نہیں تھی، یہ کام مورخین کا ہے، اُن کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنگ کے اہم مواقع پر تبصرہ کا مقصود یہ بتانا تھا کہ دورانِ جنگ مومنین کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہیے تھا، اُن کے کام میں کیا قابلِ تعریف بات رہی اور کیا کمی، کوتاہی، اور منافقین ومشرکین کیا چاہتے تھے، کیا ہوا اور کیا نہیں ہونا چاہیے تھا اور یہ کہ اللہ مومنین سے کیا توقعات رکھتا ہے۔

منافقین؛ بدر میں اسلام کے سورج کو چڑھتا دیکھ کر مفادات کے لالچ میں ، مسلمانوں کے خوف سے اور سازش کے تحت چھپ کروار کرنے کے لیے کفار کی ایک تعداد نے منافقت کے ساتھ اسلام کی چادر اوڑھنے کا اعلان کر دیا۔اِن منافقین کے علاوہ اسلام کا دم بھرنے والوں میں ایک معتد بہ تعداد ایسے لوگوں کی بھی تھی جو جہاد سے کتراتے تھے، نماز جن پر بوجھ تھی اور دینِ حق کی راہ میں مال خرچ نہیں کر سکتے تھے اور جن کے دلی تعلقات مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کے ساتھ زیادہ تھے، یہ بھی پکے منافق تھے۔اللہ کی مشیت میں یہ ممکن نہ تھا کہ اللہ مومنوں کو اور کلمہ پڑھنے والے اور اسلام کا اقرار کرنے والے نام نہاد مسلمانوں کو ملی جلی حالت میں چھوڑ دیتا پس ضروری ہوا کہ تمام مخلص مسلمانوں کے سامنے منافقین کے چہروں کو بے نقاب کرنے کے لیے ایسے سلسلہ حادثات کو برپا کیا جائے کہ خبیث منافقین ابھر کر ہر یک کو نظر آجائیں اور پاک دل اور پاک دامن مومنین کا ایمان بھی ثابت ہو جائے۔ چناں چہ خالق کائنات نے اپنی حکمتِ خاص سے آزمائش کی بھٹی کو گرم کیا جس میں سے اہلِ ایمان کندن بن کر نکلے اور منافقین کے حصے میں ذلت آئی، مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ

منافقین کی کار گزاریاں، اُن کے ارادے اور سازشیں اور اُن کے ساتھ معاملہ کرنے کا طریقہ آلِ عمران کے اِن اجزا میں دوسرے بڑے موضوع کے طور پر زیرِ بحث آیا ہے۔

اہلِ ایمان کو نصیحت: آلِ عمران کے اِن رکوعات میں جا بجا اہلِ ایمان کو اُن کے شایانِ شان روّیے کی تلقین ہے۔ وہ روّیہ اور وہ صفات بیان کی گئیں جن کو اپنا کر عرب کے بدّو دنیا کے امام بن گئے۔ سورۃ کا اختتام، سورہ بقرہ کی مانند ایک انتہائی پر جوش اور اہلِ ایمان کو رقیق کر دینے والی آیات پر [اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۱۹۰ .... رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ] ہوتا ہے جو نبی اکرم ﷺ تہجد کی ادائیگی سے قبل سحر میں اُٹھ کر اپنا چہرہ آسمان کی طرف کر کے تلاوت فرمایا کرتے تھے اور سورہ مبارکہ اس ہدایت پر ختم ہوتی ہے: اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۲۰۰۔ یعنی: اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، صبر سے کام لو، حق و باطل کی کشمکش اور قتال فی سبیل اللہ میں کفار سے بہتر مقابلے کا جماؤ صبر دکھاؤ، ایک دوسرے سے جڑے رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

آلِ عمران کے اوپر مذکورہ خطبے کے کچھ دنوں بعد سُوۡرَةُ النِّسَآء کے پہلے خطبے [آیات ۱تا ۲۸] کا نزول شروع ہوا۔ گمان کیا جاسکتا ہے کہ یہ ذوالقعدہ سنہ ۳ ہجری میں نازل ہوا ہوگا(واللہ اعلم) یہ سورۃ مبارکہ پانچ خطبوں پر مشتمل ہے۔ آپ غزوہ احد کی تفصیلات میں پڑھ چکے ہیں کہ دس/ بارہ لوگ لشکروں کے ٹکرانے کے مقام پر، دس درّے کی حفاظت پر جم جانے والے شہید ہوئے تھے اور آٹھ/ دس ہی رسول اللہ ﷺ کی جان بچاتے ہوئے اور چالیس کے قریب خالد اور عکرمہ کے گھڑسوار دستوں کے ہاتھوں میدان میں، اس طرح مسلمانوں کے کل ستّر آدمی شہید ہوگئے تھے، یوں مدینہ میں مسلمانوں کے سات آٹھ سو گھرانوں میں سے کم و بیش دس فی صد گھرانوں میں وراثت کی تقسیم کے ساتھ یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری اور سرپرستی کے مسائل درپیش تھے۔

اُحد کی جنگ کے بعد نازل ہونے والے سورۂ نساء کے پہلے خطبے میں جو ابتدائی چار رکوع اور پانچویں رکوع کی پہلی تین آیات [۱تا۲۸] پر مشتمل ہے، اُس وقت کی اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے تقسیمِ وراثت کے ضابطوں کو بیان کیا گیا ہے۔ حجاز میں میراث کی تقسیم کے باضابطہ کوئی اصول نہ تھے، عورتوں اور لڑکیوں کو تو کچھ ملتا ہی نہیں تھا، اُن کا کوئی حق ہی نہیں تھا۔ اگر کوئی بیٹا نہ ہو تو مرنے والے کے بھائی یا خاندان اور قبیلے کے دیگر لوگ اُس کے مال کو ہڑپ کر جاتے تھے۔ بیوی بھی محروم رہتی تھی۔ بھائیوں کے درمیان بھی زور آور زیادہ حصہ لے لیتا۔ بیواؤں کا تو کوئی پرسانِ حال نہ تھا، بعض اوقات وہ بھی مرنے والے کی وراثت سمجھی جاتیں اور تقسیم کردی جاتیں۔ سوتیلی ماؤں کو اُن کے بیٹے اپنے پاس لونڈی یا بیوی کے طور رکھ لیتے۔ بہر صورت یہ ایک بڑا مسئلہ تھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں پر رحم فرمایا، ظلم کے یہ سارے سلسلے بند کردیے اور اپنے آخری نبی کے ذریعے تقسیمِ وراثت کا ایک بہت ہی منضبط قاعدہ عطا کردیا کہ مرنے والے کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جائے اور جو یتیم بچے شہدا نے چھوڑے ہیں، اُن کے مفاد کا تحفظ کیسے ہو۔ یہی وہ معرکۃ الآرا خطبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک سے زیادہ، چار کی حد تک شادیوں کی اجازت عطا فرمائی۔ شادی کے دائرے سے باہر جنسی تعلق پر گواہی اور سزا کے بارے میں ہدایات دیں۔ شادی کے باب میں بتایا گیا کہ کن خواتین سے شادی نہیں ہوسکتی اور ساتھ ہی یہ کہ مہر اور تحائف جو بیوی کو دے دیے گئے وہ ہرگز واپس نہیں لیے جاسکتے اِلّا یہ کہ وہ کھلی بدکاری کی مرتکب ہوں۔

غزوہ احد میں مسلمانوں نے قریش کے عزائم کو کاملاً ناکام بنا دیا تھا۔ مگر جذباتی تسکین کے لیے اُن کا ایک مقصد یقیناً پورا ہو گیا تھا، وہ یہ کہ جنگ بدر کے ۷۰ مقتولین کے بدلے وہ مسلمانوں کے ۷۰ بندے شہید کر گئے تھے۔ اِس جزوی کامیابی نے تمام اسلام دشمنوں کے حوصلے بڑھا دیے تھے، خصوصاً بنو نضیر کے یہود تو جامے سے باہر آ رہے تھے اور باوجود بدر کے بعد تجدید معاہدہ کے یہ لوگ نبی ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ سولہ آیات پر مشتمل ایک خطبہ [سُوْرَۃُ النِّسَآء، آیات ۴۴ تا ۵۹] [گمان کر سکتے ہیں کہ] غزوہ بنو نضیر سے قبل، اغلباً صفر ۴ ہجری میں (واللہ اعلم) نازل ہوا جس میں یہود کو سخت وارننگ دی گئی کہ وہ اپنی خلافِ معاہدہ جاہلانہ حرکتوں سے باز آ جائیں ورنہ سخت سزا دی جائے گی، شکلیں بگاڑ دی جائیں گی۔ اور پھر باز نہ آنے کی شکل میں جلاوطن کر دیا گیا۔

اُحد میں مسلمانوں کے جانی نقصان سے دھوکہ کھا کر بنی نضیر مسلمانوں کا مذاق اُڑانے اور اُن کے خلاف سازشیں کرنے لگے تھے، اِن کی یہ حرکتیں کعب بن اشرف کے قتل کے بعد تجدید معاہدہ کے باوجود تھیں۔ حد یہ تھی کہ آپ ﷺ کی محفل میں آتے اور آپؐ کچھ کہتے تو منہ ٹیڑھا کر کے تحقیر آمیز مذاق اُڑانے والے ایسے ذو معانی جملے کستے کہ اگر ٹوکا جائے تو اُن کے دوسرے معانی اور دوسری تاویل کر دیں۔ یہود باوجود توحید کے علم بردار ہونے کے، آج کے نادان مسلمانوں کی مانند تاویلوں کے ذریعے شرک میں مبتلا تھے۔ قرآن نے اِن کی پکڑ کی، اِن کے ذو معانی جملوں پر ٹوکا، انھیں بتایا کہ جاہلو تم گم راہی پر فریفتہ ہو اور چاہتے ہو کہ مسلمانوں کو بھی گم راہ کر دو! سنو کہ اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اِس کے علاوہ دوسرے جتنے بھی گناہ ہیں اللہ چاہے تو معاف کر دے۔ اُن کے علماء ویسے تو نفس کی پاکیزگی اور تزکیے کا بڑا دم بھرتے تھے مگر نذرانوں اور دینی امور کی انجام دہی پر تنخواہوں کے ذریعے لوگوں کا مال کھانے اور عوام کو گم راہ کرنے میں بہت تیز ہو گئے تھے۔ ان کی اس روش پر جو خطبہ نازل ہوا اُس میں اِن کی سخت گرفت کی گئی اور انھیں صاف الفاظ میں آخری تنبیہ کر دی گئی کہ ایمان لے آؤ اس سے قبل کہ ہم تمھاری شکلیں بگاڑ دیں اور چہرے پیٹھوں کی جانب اُلٹ دیں۔ یہ خطبہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہدایت پر سُوْرَۃُ النِّسَآء میں بطور آیات ۴۴ تا ۵۹ میں درج کروا دیا۔

سُوْرَۃُ الْحَشْر

قرآن کریم کی اوپر مذکورہ تنبیہ کا یہود پر کوئی اثر نہیں ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اِن کو مدینے سے نکل جانے کا الٹی میٹم دیا۔ الٹی میٹم کی معیاد ختم ہونے پر اِن کا محاصرہ کیا گیا اور انجام کار بنو نضیر کو بھی بنو قینقاع کی مانند مدینے سے جلاوطن ہونا پڑا۔ بنو نضیر کے محاصرے کے لیے آپؐ خود بنفسِ نفیس تشریف لے گئے تھے اِس لیے اس مہم کو غزوہ بنو نضیر کہتے ہیں۔ جس طرح غزوہ بدر پر انفال میں اور غزوہ اُحد پر آلِ عمران میں تبصرہ نازل ہوا اِسی طور غزوہ بنو نضیر پر سُوْرَۃُ الْحَشْر میں اللہ رب العالمین نے تبصرہ نازل فرمایا۔ یہ غزوہ ربیع الاوّل سنہ ۴ ہجری میں ہوا اور اِس کے فوراً بعد یہ سورہ نازل ہوئی ہوگی (واللہ اعلم)۔

سورہ کا آغاز اس بات سے ہوتا ہے کہ وہی ہے جس نے اِن کتاب کے علم بردار کافروں کو تمھارے پہلے ہی ہلّے میں اُن کی بستیوں سے ہمیشہ کے لیے نکال باہر کیا، تم نے تو سوچا تک نہ تھا کہ اتنی آسانی سے یہ قابو میں آجائیں گے۔ یہ بتانے کے بعد کہ یہ کام تمھاری طاقت وتدبیر سے اور گھوڑے اور اونٹ دوڑانے اور تلوار و تفنگ سے نہیں بلکہ اللہ کے براہِ راست اُن کے دلوں میں رعب ڈال دینے سے اور جلاوطن ہونے پر آمادہ ہو جانے کی وجہ سے ہوا، لہٰذا متروکہ مال، زمینیں اور باغات سب اللہ کا رسول جس طرح مسلم سوسائیٹی میں تقسیم کر دے تم راضی رہو۔ رسولؐ جو کچھ دے تم اُس کو خوش دلی سے قبول کر لو، اور جس بھی چیز یا کام سے وہ تم کو روک دے تم اس سے رک جاؤ۔ کہا گیا کہ یہ مناسب ہے کہ اللہ کا رسول اس مال کو اُن مہاجرین میں جو اپنا گھر اور جائیدادیں اپنے شہر میں چھوڑ آئے ہیں اُن میں اور دیگر مستحقین میں اس طرح تقسیم کر دے تاکہ مال صرف تمھارے مالداروں ہی کے درمیان محدود نہ رہے۔ اِن آیات میں منافقین کا بھانڈا پھوڑا گیا ہے جو بنو نضیر کی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے لیے پیٹھ ٹھوک رہے تھے اور کہا گیا ہے کہ یہ منافقین ہرگز کسی کی مدد نہیں کریں گے، یہ پرلے درجے کے جھوٹے اور بزدل ہیں۔

یہ تنزیل اللہ تعالیٰ کے متعدد اسما و صفات کو ایک خاص صوتی آہنگ لیے بیان کرتی ہے جو دلوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا رعب اور ہیبت ڈالنے کے ساتھ اُس سے محبت بھی دلوں میں ڈالتی ہے۔ اور یہ کہہ کر اختتام پذیر ہوتی ہے کہ "یہ اور بے شمار نہایت اچھے نام ہیں آسمانوں اور زمین میں موجود خواہ کوئی چیز ہو بہ زبانِ حال و قال اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔" ربّ العالمین کے صفاتی ناموں اور صوتی آہنگ کی بنا پر سورہ رحمٰن کی مانند یہ بھی تلاوت میں ایک خاص مزہ دیتی ہے۔

غزوہ احد میں مسلمانوں کے بڑے جانی نقصان نے منافقین کو یہ کہنے کا موقع دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو بے وقوف کہیں کیوں کہ عبداللہ بن ابی کے مشورے کے خلاف شہر سے باہر نکل کر لڑے، حالاں کہ باہر کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ تیر اندازوں کی حکم عدولی کا مسئلہ تھا۔اسی طرح اوس و خزرج کے منافقین کو، اس کا بھی بڑا قلق تھا کہ یثرب سے تعلق رکھنے والوں نے کیوں بے مثال جاں نثاری کا ثبوت دیتے ہوئے ایک غیر ملکی مہاجر کی جان بچانے کے لیے بڑے پیمانے پر اپنی جانیں قربان کیں؟ کیوں اُن کے ہم وطن اُس پر اتنے فریفتہ ہیں؟ یہی وہ خطبہ ہے جس میں صلوٰۃ الخوف کا تذکرہ ہے۔یہ متعین کرتا ہے کہ یہ خطبہ محرم ۵ ہجری میں نازل ہوا ہو گا جب غزوۂ ذات الرِقاع میں اس کی تعلیم دی گئی تھی(واللہ اعلم)۔

اللہ کے فضل و کرم اور عفو و در گزر، نبیؐ کی فراست اور مسلمانوں کے نظم و ضبط کے نتیجے میں ہر گزرتے دن کے ساتھ مسلمان اپنی پوزیشن مستحکم کرتے چلے گئے اور منافقین کے لیے بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے کا موقع کم ہوتا چلا گیا۔اپنی اُلٹی سیدھی باتوں پر اکثر اُن کو معذرت کرنی پڑتی، جو خاموشی سے قبول کر لی جاتی، کیوں کہ قرآن نے تلقین کی کہ ان کو زیادہ نہ چھیڑو، انھیں نرمی سے سمجھاؤ اور ایسی پُر دلیل و بلیغ بات کرو جو ان کے دلوں میں اُتر جائے۔اِن کو صاف بتادو اِن کا ایمان کبھی معتبر ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں یہ تم کو آخری فیصلہ کرنے والا نہ تسلیم کر لیں۔

ایمان والوں سے کہا گیا کہ منافقین دشمنان دین کے ساتھ قتال سے اس لیے دل چراتے ہیں کہ اُنھیں رسالت پر یقین و اعتماد ہی نہیں ہے، اور نہ ہی قرآن مجید کے کتابِ الٰہی ہونے کا یقین ہے۔حالاں کہ رسول کی اطاعت، اللہ ہی کی اطاعت ہے۔رسالت اور کتاب پر یقین کامل، انسان کے اندر شہادت کا جذبہ اور دین کے دشمنوں سے لڑنے کا حوصلہ پیدا کرتا ہے۔ نبی اور اہلِ ایمان کو نصیحت کی گئی کہ منافقین کی بے وفائیوں اور شرارتوں سے آزردہ نہ ہوں اور ایک دوسرے کو اور اپنے گھر کے مَردوں کو جنگ پر جانے کی ترغیب دیں، ترغیب کے نتیجے میں پرورش پانے والی نیکی میں سے ترغیب دینے والا حصّہ پائے گا اور منافقین کی مانند جو برائی کی سفارش کرے گا اس کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے۔

دل سے ایمان پر مطمئن مگر عملی طور پر کم زور مسلمانوں کو بھی قرآن نے منافقین کی صف میں کھڑا کر دیا؛ کہا گیا کہ وہ مسلمان جو ہجرت کر کے مدینے نہیں آجاتے اُن سے ہمدردی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اگر وہ ہجرت

سے باز رہیں تو جب موقع ملے تو انھیں جہاں پاؤ، پکڑو اور قتل کر ڈالو، تاہم اِن پُر فتن حالات کے باوجود دشمنوں اور منافقوں کو قتل کرتے ہوئے انتہائی احتیاط ضروری ہے۔ جو اپنے اسلام کو ظاہر کرنے کے لیے سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تُو مومن نہیں ہے۔

مزید کہا گیا کہ جب تم لوگ زمیں پیمائی [سفر] کے لیے نکلو تو اِس امر میں کوئی حرج نہیں کہ اپنی چار رکعتی فرض نمازیں مختصر کر کے صرف دو رکعت پڑھ لیا کرو۔ خصوصاً جب خوف و خطر کے حالات میں جب تمھیں اندیشہ ہو کہ کافر تمھیں ستائیں گے۔

سلسلہ کلام میں کہا گیا کہ جو لوگ کوئی غلط کام کر بیٹھے ہوں تو مایوس نہ ہوں اور اللہ سے معافی کی درخواست کریں تو وہ اللہ کو بہت ہی زیادہ معاف کرنے والا اور شفیق پائیں گے۔ اسی سلسلہ کلام میں بتایا گیا کہ کس طرح ایک مقدمے کے معاملے میں منافقین جھوٹ کی پیروی کر رہے تھے اور تمھیں غلط فیصلے کی جانب میں لے جانے کی پوری کوشش کر رہے تھے، اللہ نے تم پر فضل کیا اور صحیح رہنمائی کر دی۔

سُوْرَۃُ النِّسَآء [دوسرا خطبہ: آیات ۲۹ تا ۴۳] معاشرتی ہدایات اور اصول و ضوابط

اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اُس کا نبیؐ سلطنت کی بقا اور استحکام میں حد درجے مصروف ہے مگر اُس کے گرد موجود جن لوگوں کو اُس کے مرنے کے بعد اِس کام کو جاری و ساری رکھنا ہے، اُس ٹیم کی تربیت و تیاری اوّلین اہمیت کی حامل ہے، اور اسی طرح تا قیامت اقامتِ دین کا کام کرنے والوں کے لیے ذاتی تربیت اور للہیّت ہر خوبی اور صلاحیت پر مقدم ہے۔ چناں چہ یہ وہ خطبہ ہے جس میں تعمیر سیرت کے بنیادی لوازم بتائے گئے۔ اسی تنزیل میں تیمم کا تذکرہ ہے۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کی اجازت غزوۂ بنی المُصطلِق کے موقع پر دی گئی تھی جو شعبان سنہ ۵ ہجری میں ہوا اس لیے اس خطبہ کا زمانہ نزول بھی یہی اوقات ٹھہرتے ہیں (واللہ اعلم)۔

فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! آپس میں ایک دُوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ، اور اگر تم شرک، ناحق قتل، بدکاری، ڈاکے اور فساد فی الارض جیسے بڑے گناہوں سے بچو گے تو ہم تمھاری معمولی بُرائیوں پر پوچھ گچھ نہ کریں گے۔ اور جان لو کہ اللہ نے جو کچھ تمھارے مقابلے میں کسی دُوسرے کو زیادہ دیا ہے اس کی تمنّا نہ کرو۔ بظاہر یہ معمولی سی نصیحتیں ہیں لیکن اگر انسان صرف اِن ہی پر کاربند ہو جائیں تو زمین فساد سے آزاد ہو جائے گی۔

تا قیامت معاشرتی اور خاندانی نظام کو فساد سے بچانے کے لیے طے کر دیا کہ خاندانی نظام میں اللہ نے مرد کو عورتوں اور بچوں کا سربراہ بنایا گیا ہے۔ اُن کی ذمہ داری ہے کہ گھرانہ اپنے کردار اور مشن میں ایک مسلمان

مشنری گھرانہ ہو اور اگر بیویاں رو گردانی اور بے حیائی و بد کرداری کی طرف مائل ہوں تو وہ اُنھیں سختی کے ساتھ راہِ راست پر رکھنے کی کوشش کریں۔ میاں بیوی کے درمیان تنازعے کو ایک حد سے آگے نہیں نکلنا چاہیے۔ اگر میاں بیوی آپس کے تنازعے کو طے نہ کر سکیں تو ایک ثالث مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک ثالث عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو، نیت اگر صلح کی ہو گی تو اللہ سازگاری کا راستا نکال دے گا۔

انتہائی تاکید کے ساتھ اللہ نے کہا کہ اُس کے ساتھ ذات، صفات اور حقوق میں کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ، رشتے دار، یتیموں، پڑوسیوں، اور ہر سر گرمی میں جو بھی تمھارے پہلو میں [دائیں، بائیں، آگے یا پیچھے] ہو اُس کے ساتھ بڑھ چڑھ کر خدمت اور نرمی کا برتاؤ کرو اور مسافر سے، اور ملازموں اور تمام زیرِ سایہ لوگوں سے بھی۔ مزید فرمایا گیا کہ مغرور اور فخر کرنے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا اور کنجوس کو بھی۔ اور جان لیا جائے کہ وہاں کوئی بھی اپنی کوئی حرکت اللہ سے نہ چھپا سکے گا۔

اس سلسلہ کلام میں ایک ایسی بات کہی گئی کہ جس سے رسول اللہ ﷺ، فداہ ابی امی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے،.......وَجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ﴿۴۱﴾۔ ذرا تصور میں تو لاؤ کہ اس وقت کیا حال ہو گا یعنی روزِ قیامت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر اُمّت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور ان لوگوں پر اے محمدؐ تمھیں گواہ بنائیں گے۔ احادیث وارد ہیں کہ نبی ﷺ یہ آیہ مبارکہ مختلف اوقات میں صحابہ سے سن کر بہت رُوئے، اتنا روئے کہ رخسار اور ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی (دیکھیے باب #۱۵۴)۔

اگلی گفتگو میں شراب کے بارے میں ابتدائی بات کہی گئی کہ وہ ایسی ناپسندیدہ چیز ہے کہ جب تک اُس کا اثر رہے نماز ادا نہ کرو [بعد میں یہ قطعی ممنوع اور قابلِ حد (قابلِ سزا) جرم قرار پائی] اسی طرح مزید کہا گیا کہ جب تک جنابت کی حالت سے پاک ہونے کے لیے غسل نہ کر لیا کرو [تاہم مجبوری کی حالتوں میں] پاک ہونے کے ارادے اور نیت کے اظہار کے لیے پاک مٹی سے کام لو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر کے تیمم کر لو، یہی کافی ہے۔

سُوۡرَةُ النِّسَآء [پانچواں خطبہ: آیات ۱۲۷ تا اختتام] باب #۱۵۵ اختتامیہ

سورۃ النساء اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے، اس سورۂ مبارکہ نے خاندانی نظام، نکاح کی حدود اور وراثت کے قوانین عطا کیے۔ یہود کو تنبیہ کر کے آخری نبیؐ کی امت کو یہود کے شرمناک طرزِ عمل سے بچنے کی ہدایت اُن کے شرمناک روّیے کو بیان کیا، پھر منافقین کی شناخت اور اُن سے معاملت (dealing) سکھائی۔ اور پھر آخر میں مسلم معاشرے کو برپا کرنے کے لیے جن اوصاف کے لوگ

چاہیے ہیں اُن کی تربیت کا نصاب دیا۔ یوں بنیادی طور پر سورۃ چار موضوعات سے بحث کرتی ہے مگر آخر میں اِن چاروں موضوعات کو خلاصہ کرتی اور اُن پر کچھ اضافے کر کے ختم ہو جاتی ہے۔

فرمایا گیا کہ کہ یتیموں کے ساتھ حد درجے انصاف پر قائم رہو، میاں بیوی اگر مزاج کی ناہم آہنگی کی بنیاد پر کسی طور ساتھ نہ رہ سکتے ہوں تو بجائے، ایک دوسرے پر زیادتیاں کرنے اور کڑھ کڑھ کر زندگی گزارنے کے سلامت روی سے علیحدہ ہو جائیں تو اللہ اپنی وسعت سے دونوں کو ایک دوسرے کی محتاجی سے بے نیاز کردے گا۔ مزید فرمایا گیا کہ انصاف کے علم بردار بنو اور اللہ کی خاطر حق بات کی حمایت کرنے اور اُس کی گواہی دینے والے بنو، چاہے یہ گواہی خود تمھاری اپنی ذات پر یا تمھارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔

بے شک جنھوں نے اسلام میں داخلے اور پھر اس کو چھوڑ بیٹھنے کو کھیل بنا لیا ہے، تو اللہ ایسے منافقین کو ہرگز معاف نہ کرے گا۔ مومنین کو چاہیے کہ منافقین کی محفلوں میں جہاں اللہ کے احکامات اور اُس کی آیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہاں نہ بیٹھیں جب تک کہ لوگ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں۔ منافقین کا معاملہ یہ ہے کہ یہ سستی اور بے زاری سے محض لوگوں کو دکھانے لیے نماز کے لیے اٹھتے ہیں اور اپنی نمازوں میں اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

اللہ کی کتاب تورات کا مطالعہ کرنے والے اہلِ علم تم سے عجیب عجیب مطالبے کر رہے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ان کے پیہم انکارِ حق کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں کو قبول حق کے لیے ناکارہ کر دیا ہے، پس اِن میں سے بہت کم ایمان لانے والے ہیں۔ یہ علم رکھنے والے اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں۔ تورات کے ماننے والے یہود کا ایک اور بڑا جرم یہ ہے کہ سُود لیتے ہیں جس سے تاکیداً انھیں منع کیا گیا تھا، یہود کا یہ دعویٰ کہ انہوں نے مسیح کو قتل کیا، صحیح نہیں بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا، اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔

اس خطبے کے آخر میں نصاریٰ سے خطاب کر کے کہا گیا کہ اے اہل کتاب ! اپنے دین کے عقائد و ضابطوں میں حد درجے مبالغہ آمیزی نہ کرو۔ اور اللہ کی طرف سچی بات کے سوا کچھ منسوب نہ کرو۔ سورۃ کا اختتام کلالہ کی وراثت کے بارے میں وضاحت سے ہوا۔

☆☆☆☆☆